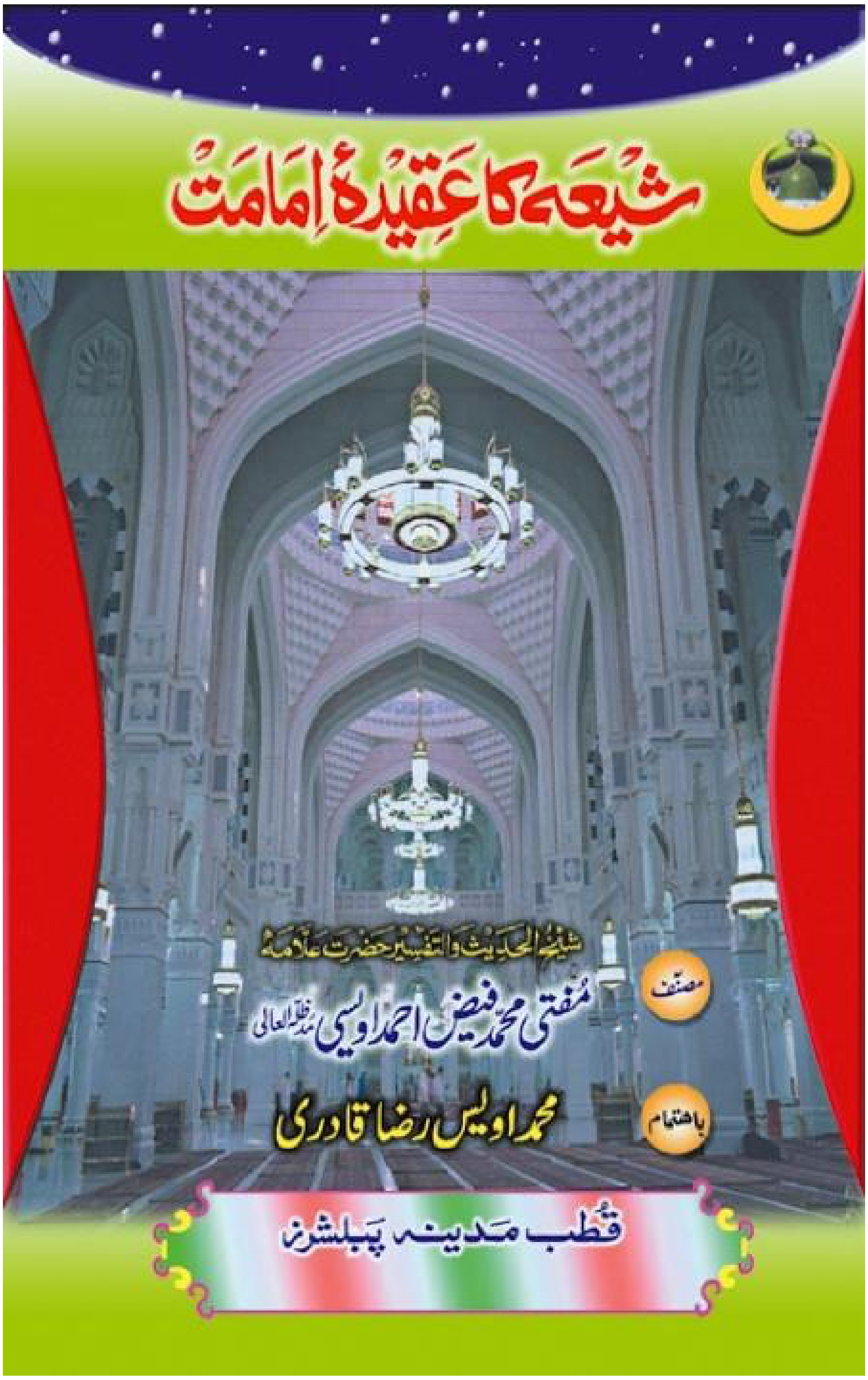
شیعہ کا عقیدۂ اِمامت
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مصنف
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
باہتمام
محمد اویس رضا قادری
قطب مدینہ پبلشرز

شیعہ کا عقیدۂ امامت

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مد ظلہ العالی

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی اصطفیٰ و الصلوٰۃ و السلام علی محمدہ المصطفیٰ وعلی آلہ التقی و اصحابہ المنقی۔

امابعد! فقیر اویسی غفرلہ نے مسئلہ امامت عقیدہ شیعہ کی تحقیق رسالہ ''لفظ امام کی تحقیق'' میں تفصیل لکھی۔ روح البیان کے ترجمہ کے دوران ''و جعلنا للمتقین اماماً'' پر مختصر سا حاشیہ لکھا۔ اسے علیحدہ کتابی صورت میں مع اضافہ ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلیٰ العظیم و صلی اللّٰہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

یکم جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ

بروز جمعرات بعد صلوٰۃ اشراق

کراچی باب المدینہ

☆☆☆☆☆

تمہید

شیعوں میں امام کا وہی تصور ہے جو اہلسنّت کے نزدیک نبی کا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ جیسا کہ فقیر اویسی غفرلہ نے اپنی کتاب ''آئینۂ مذہب شیعہ'' میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں بقدرِ ضرورت لکھا جاتا ہے۔

جس امام کا تصور شیعہ نے ظاہر کیا ہے اسے اہلسنّت غلط اور بے بنیاد سمجھتے ہیں کیونکہ جس امام کا تصور شیعہ نے کیا ہے اس کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہے نہ احادیثِ مبارکہ میں۔ یہ ابنِ سبا کی پارٹی کا من گھڑت عقیدہ ہے ورنہ جب اس عقیدہ کا مرتبہ عقیدۂ نبوت سے بھی فزوں تر ہے تو اس کا تقدس بھی اتنا ہی لازمی ہے پھر جس طرح نبوت کی صفت کا سوائے نبی کریم کے کسی دوسرے پر اطلاق حرام ہے جیسے کہ مرزا قادیانی کے اطلاقِ نبوت پر اسے کافر

قرار دے دیا گیا ہے اسی طرح امامت کی صفت کا اطلاق بھی سوائے امام معصوم کے کسی دوسرے پر حرام ہوگا۔ حالانکہ آیت ہذا میں امام کا اطلاق ہر نیک نمازی پر ہے اور آیۃ ائمۃ الکفر میں کفار کے لیڈروں پر۔ اب سنیئے شیعوں کا عقیدہ۔

عقیدۂ شیعہ

شیعہ کہتے ہیں کہ مسئلہ امامت اصولِ دین میں ہے اور اس مسئلہ کی ایجاد پر ان کو اس قدر ناز ہے کہ اگر ان کو امامیہ کہا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔

سُنّی عقیدہ

اہلسنّت کہتے ہیں کہ شیعوں کا مفروضہ مسئلہ امامت دینِ الٰہی کی سخت ترین بغاوت ہے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ہاں جن دلائل سے یہ لوگ امامت کا عقیدہ ثابت کرتے ہیں وہ ہے خلافت۔ اور خلافت ہمارے نزدیک حق ہے لیکن اس کے وہ شرائط نہیں جو شیعوں نے گھڑے ہیں کیونکہ شیعہ کی بیان کردہ شرائط کا کوئی وجود نہیں۔

شرائط :

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اگر انہی کا مثل کوئی معصوم دُنیا میں موجود نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی طرح اس کی اطاعت لوگوں پر فرض نہ ہو تو لوگوں کو ہدایت کس سے حاصل ہوگی۔ غیر معصوم کی اتباع میں سوا گمراہی کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ غیر معصوم سے ہر وقت خطا کا صادر ہونا ممکن ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ رسول کے بعد ہر زمانے میں قیامت تک ایک معصوم مفترض الطاعۃ دنیا میں موجود ہوتا کہ سعادت مند لوگ اس سے دین حاصل کریں اور خدا کی حجت بندوں پر قائم رہے۔ اسی معصوم مفترض الطاعۃ کو جو ہر صفت میں رسول کا مثل اور مانند ہے امام کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک کے لئے خدا کی طرف سے بارہ امام مقرر ہوچکے ہیں اور بارھویں امام پر دنیا کا خاتمہ ہے۔

اہلسنّت کا موقف :

اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہدایت خلق اللہ اور بندوں پر حجتِ خداوندی قائم رکھنے کے لئے جو چیزیں کافی ہیں اور جو قیامت تک موجود رہیں گی قرآن اور سنت یہی دو ثقلین ہیں جن کے اتباع کا رسولِ خدا ﷺ حکم دے گئے اور فرما گئے کہ ان کا اتباع کرنے سے تم میں ہر گز

گمراہی نہ آئے گی۔ یہ بھی فرما گئے کہ دونوں چیزیں قیامت تک موجود رہیں گی۔ لہٰذا آپ کے بعد نہ کسی کو آپ کا مثل اور معصوم مفترض الطاعۃ ماننے کی ضرورت اور نہ کسی غیر معصوم کے اتباع کی حاجت۔

قیامِ خلافت اور سُنّی شرائط :

ہاں یہ ضرور ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو شاہانہ اقتدار کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا نائب بن کر دین کے ان مہمات کو انجام دیتا رہے۔ جن کی انجام دہی بغیر شاہانہ اقتدار کے نہیں ہوسکتی۔ مگر اس شخص کے معصوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ رسول کی طرح دین کا ماخذ نہیں۔ قرآن وسنت کی پیروی جس طرح اور مسلمانوں پر فرض ہے بالکل اسی طرح اس شخص پر بھی۔ دین میں ذرہ برابر تغیر وتبدل کرنے کا اس شخص کو اختیار نہیں۔ نہ حرام کو حلال کرسکتا ہے نہ حلال کو حرام۔ اس شخص کی اطاعت بھی صرف انہیں باتوں میں ضروری ہے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہوں۔ جیسا کہ آیت اولی الامر میں اس کو صاف ارشاد فرمایا ہے۔ اسی شخص کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔

سُنّی وشیعہ کی اختلافی نوعیت:

خلیفہ یا امام کا انتخاب بھی اُمت کے ذمہ ہے بالکل اسی طرح جیسے امامِ نماز کا تقرر مقتدیوں کے ذمّہ ہے اگر اُمت کسی نالائق شخص کو خلافت کے لئے منتخب کرے گی تو گنہگار ہوگی جس طرح مقتدی کسی نالائق شخص کو امام بنالینے سے گنہگار ہوتے ہیں۔

سوال:۔ قرآن وسنّت ہدایت کے لئے کافی نہیں ہیں اس لئے کہ بہت لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن وسنت کے مطالب معلوم کرنے کے لئے کسی بیان کرنے والے کے محتاج ہوں گے اور وہ غیر معصوم ہوگا تو لامحالہ ان کو غیر معصوم کی اتباع کرنی پڑے گی اور وہی سب خرابیاں لازم آئیں گی جو غیر معصوم کے اتباع میں ہوتی ہیں۔

جــواب:۔ اس چیز کو اگر غیر معصوم کا اتباع قرار دیا جائے تو اس سے کسی حال میں مفر نہیں ہوسکتا۔ معصوم کی موجودگی میں بھی یہ کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ معصوم کسی ایک مقام میں ہوں گے۔ اس مقام کے بھی سب لوگ ہر ہر بات میں معصوم کی طرف رجوع نہیں کرسکتے۔ اور دوسرے مقامات کے لوگوں کا تو ذکر ہی کیا لامحالہ ان کو کسی غیر معصوم سے معصوم کے احکام معلوم کرنا پڑیں گے، خواہ وہ معصوم کا نائب ہی کیوں نہ ہو۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت بھی حاصل ہوئی پھر بھی وہ کوئی ایسا انتظام نہ کرسکے کہ ہر معاملہ میں لوگ ان سے ہدایت حاصل کرتے بلکہ خاص کوفہ میں اُن کی طرف سے ایک غیر معصوم قاضی مقرر تھا جو مقدمات کے فیصلے کرتا تھا۔

شیعہ مذہب میں اختلافاتِ ائمہ :

شیعہ نے ایک عذر کیا تھا کہ نبی علیہ السلام کے بعد غیر معصوم لوگوں کا اختلاف ہوگا ہم کہتے ہیں کہ ائمہ کی موجودگی میں بھی اصحاب ائمہ میں باہم دینی مسائل میں اختلاف ہوتا تھا اور وہ اختلاف نزاع کی اس حد تک پہنچتا تھا کہ باہم ترکِ کلام وسلام کی نوبت آجاتی تھی اور کسی طرح اس کا تصفیہ نہ ہوتا تھا۔حتی کہ مجتہدین شیعہ کہتے ہیں کہ اصحاب ائمہ پر واجب نہ تھا کہ ائمہ سے یقین حاصل کریں۔ائمہ کی موجودگی ہی میں غیر معصوم کا اتباع برابر جاری تھا اور اب تو کسی شیعہ کو کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ قدرت نے اس طرح ان کے خانہ ساز مسئلہ امامت کو خاک میں ملایا ہے۔

شیعہ کے دُوسرے مفروضہ کا جواب:

شیعہ کہتے ہیں کہ ہر زمانے میں ایک معصوم کا موجود ہونا ضروری ہے تا کہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ مگر جناب حسن عسکری کے بعد جن کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی آج تک کہ گیارہ سو پینتالیس اُوپر کئی سال ہوئے کوئی امام معصوم نہیں ہے اور شیعہ بھی غیر معصومین ہی کا اتباع کر رہے ہیں اور روایات ہی پر ان کا بھی عمل ہے اب کوئی پوچھے کہ غیر معصوم کا اتباع کر کے تم گمراہ ہوئے یا نہیں۔اور جب روایات ہی پر عمل کرنا ٹھہرا تو رسول اللہ ﷺ کی روایات نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے غیر نبی کی باتوں پر عمل کیا جائے۔

شیعہ کی بڑ:

شیعہ کہتے ہیں کہ امام معصوم موجود تو ہیں مگر وہ نظروں سے پوشیدہ ایک غار کے اندر تشریف فرما ہیں ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور نہ اُن سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔

ہم اہلسنّت کہتے ہیں کہ جب انہیں کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا اور ان سے ہدایت بھی حاصل نہیں کر سکتا۔تو پھر ان کا وجود عدم کے برابر ہے۔اور پھر اگر ایسا موجود ہونا کافی ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ بھی اپنی قبر انور میں زندہ موجود ہیں اور ایسی زندگی کے ساتھ کہ اس عالم کی کروڑوں زندگیاں اس پر قربان ہیں یعنی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جس میں شیعہ کو بھی اختلاف نہیں اگر بالواسطہ احکام کا اجراء شرعاً جائز ہے تو پھر اس کے حضور ﷺ زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ ہی اپنے احکام کے ذمہ دار ہیں۔پھر یہ کہاں کا اصول ہے کہ نبی علیہ السلام کا در چھوڑ کر سر من غار غیر معروف مقام کے لئے امام مہدی کو تلاش کرتے پھریں جب کہ شیعہ مذہب میں ان کے

وجود کا اقرار ہے باقی فرقے ان کی موجودگی کے قائل ہی نہیں۔

اصل حقیقت:

بانیانِ مذہب شیعہ کا مقصود اصلی دینِ اسلام کو خراب کرنا تھا اور وہ اسی لئے مسلمانوں کے لباس میں آ کر اپنی کاروائیاں کر رہے تھے۔

لہٰذا انہوں نے ایک طرف تو قرآن کو محرف کہنا شروع کر دیا، دو ہزار سے زیادہ روایتیں قرآن میں ہر قسم کی تحریف کی تصنیف کر لیں، اور دوسری طرف قرآن کو معمہ اور چیستان مشہور کیا۔ تیسری طرف تمام صحابہ کرام کو کاذب قرار دیا تا کہ رسولِ خدا ﷺ کے معجزات اور تعلیمات جو انہیں صحابہ کرام سے منقول ہیں قابلِ اعتبار نہ رہیں۔ اور چوتھی طرف یہ کاروائی کی کہ رسولِ خدا ﷺ کے بعد بارہ شخص آپ کے مثل معصوم اور مفروض الطاعۃ تجویز کیے اور ان کے اختیارات یہ بیان کیے کہ:

فهم يحلّون مايشاء ون ويحرّمون مايشاء ون .... (اصول کافی، ص ۲۷۰)

یعنی یہ ائمہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں تا کہ مسلمانوں کو رسولِ خدا ﷺ سے استغنا ہو جائے۔

یہ وہ باتیں ہیں کہ بانیانِ مذہب شیعہ کے اصلی مقصود کو عالم آشکار کر رہی ہیں۔ غضب خدا کا کہا تو یہ جائے کہ ہم غیر معصوم کے اتباع سے بچنے کے لئے دوازدہ اماموں کو مانتے ہیں اور رسولِ خدا ﷺ کی حدیثیں چونکہ غیر معصومین سے منقول ہیں اس لئے نہیں لیتے اور پھر غیر معصومین کا اتباع بھی کیا جائے اور غیر معصومین کی نقل کی ہوئی روایات بھی لی جائیں مگر رسول کی نہیں بلکہ ائمہ کی۔

فقیر کی بیان کردہ باتوں پر غور فرمائیں۔ اب دلائل پڑھیے:

قرآن اور امامت

قرآن مجید کو شروع سے اخیر تک کوئی پڑھے تو اس کو سینکڑوں آیتیں اس مضمون کی ملیں گی کہ رسول کی اطاعت نجات کے لئے کافی ہے اور رسول ہی کے مبعوث ہونے سے خدا کی حجت قائم ہوتی ہے۔ خدا کی طرف سے رسول ہی کی اطاعت مخلوق پر فرض کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں سوائے رسول کے اور کسی کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت نہیں فرمایا۔ نمونہ کے طور پر چند آیتیں حاضر ہیں باقی آیات مجموعی طور پر فقیر کی کتاب ”مرأۃ الدلائل“

میں ہیں۔

(۱) قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنو بکم ۔

کہہ دیجئے اے نبی! اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو تو میری پیروی کرو محبت کرے گا تم سے اللہ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(۲) قل اطیعو اللّٰہ والرسول فان تولوا فان اللّٰہ لایحب الکافرین ۔(پارہ،۱۸)

فرمایئے اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی پھر اگر منہ پھیریں یہ لوگ تو اللہ نہیں پسند کرتا کافروں کو۔

(۳) من یطع اللّٰہ ورسولہ ید خلہ جنت تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا وذٰلك الفوز العظیم ۔ (پارہ،۴)

جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی تو داخل کرے گا اللہ باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۴) وما ارسلنا رسول الا لیطا ع باذن اللّٰہ ۔ (پارہ،۵)

جو رسول ہم نے بھیجا وہ اسی لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔

(۵) من یطع الرسول فقد اطا ع اللّٰہ ۔(پارہ،۵)

جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(۶) رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجۃ بعد الرسل۔(پارہ،۶)

رسول خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تا کہ نہ رہے کوئی حجت لوگوں کی اللہ پر رسول کے بھیجنے کے بعد۔

(۷) واطیعو اللّٰہ واطیعوالرسول واحذروا۔(پارہ،۱۸)

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نافرمانی سے بچتے رہو۔

(۸) یامعشر الجن والانس لم یاتکم رسل منکم یقصّو ن علیکم ایاتی وینذر ونکم لقاء یومکم ھذا۔(پارہ،۸)

اے گروہ جن وانس! کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے کہ بیان کرتے میرے احکام اور ڈراتے تم کو اس دن کے ملنے سے۔

(۹) یابنی اٰدم اِمّا یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقیٰ و اصلح فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (پارہ ۸)

اے بنی آدم! آئیں گے تمہارے پاس رسول جو تمہی میں سے ہوں گے بیان کریں گے تم سے میرے احکام پھر جو لوگ پرہیز گاری کریں گے اور اچھے کام کریں گے ان پر نہ کچھ خوف ہوگا نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

(۱۰) یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ ورسولہ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ۔ (پارہ ۲۱)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں اچھی پیروی ہے۔

(۱۱) ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما۔ (پارہ ۲۲)

جو اطاعت کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی، تو تحقیق وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔

(۱۲) وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم۔ (پارہ ۲۴)

اور کہیں گے ان سے داروغہ جہنم کے کہ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے۔

(۱۳) ماآتاکم الرسول فخذوہ وما نھا کم عنہ فانتھوا۔ (پارہ ۲۸)

جو حکم دیں تم کو رسول اس پر عمل کرو اور جو منع کریں اس سے باز رہو۔

قاعدہ کلیہ :

قرآن مجید میں ہر جگہ رسول ہی کی اطاعت کا حکم ہے انہی کی اوامر نواہی کو واجب الاتباع قرار دیا گیا ہے انہی کی اطاعت پر فوزِ عظیم اور جنت کا وعدہ ہے۔ قبر سے لے کر حشر تک انہی کی اطاعت کا سوال ہوگا انہی کی اطاعت بعینہ خدا کی اطاعت قرار دی گئی ہے۔

مسئلہ امامت کی تاریخی حیثیت

شیعہ مذہب کے عقائد ومسائل کو غور سے دیکھا جائے تو ۹۸ فیصد ایجاد بندہ ثابت ہوں گے۔ چنانچہ فقیر نے ''آئینہ شیعہ مذہب'' میں ان کے ہر عقیدہ ومسئلہ پر واضح ثبوت لکھے ہیں۔ سو یہ عقیدۂ امامت بھی انہی ایجادات سے ہے جہاں تک فقیر اویسی غفرلہ نے کتبِ شیعہ کے مطالعہ سے نتیجہ نکالا ہے کہ امامت کا عقیدہ شیعوں نے تیسری صدی ہجری میں ایجاد کیا ہے اس کے اخفاء میں انہوں نے اورزیادہ کوشش کی اور اس بارے میں تقیہ سے کام لیتے رہے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ سُنّی اسلاف رحمھم اللہ تعالٰی کی تصانیف میں ائمہ پر لفظ علیہ السلام کا اطلاق کرتے تھے اور ان کو دوسرے بزرگوں کی طرح لفظ امام سے یاد کرتے تھے ان کو اس کا خیال بھی نہ ہوا کہ ان

بزرگوں کے نام کے ساتھ امام اور علیہ السلام کے الفاظ استعمال کرنے سے شیعوں کا باطل عقیدۂ امامت اہلسنّت میں جگہ حاصل کرے گا۔شیعہ کے اسلاف اہلسنّت سے اپنے دین کو چھپاتے تھے اور ناواقف سُنّیوں میں تدریجاً اپنے عقائد و اعمال پھیلاتے تھے۔

سوال :.......اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بعد بھی یہ استعمال پایا جاتا ہے۔

جواب :...... بعد والوں میں اختلاف ہوگیا ان میں جو حضرات بلا تکلف یہ الفاظ استعمال کرتے رہے تو انہوں نے بھی اپنے پیشرو اکابر علماء کی پیروی کی اور ان الفاظ کا رواج بڑھ گیا مگر ان حضرات کے حاشیہ خیال میں بھی امامت کے مذکورہ مخصوص معنی نہ تھے بلکہ یہ امام بمعنی مقتدا اور پیشوا استعمال کرتے تھے۔علیہ السلام بھی محض تبعاً لکھ دیتے تھے جس میں اس لفظ کے لغوی معنی ملحوظ ہوتے تھے جیسے ہر مسلمان کو السلام علیکم کہتے ہیں۔اس کا ثبوت ان بزرگوں کے حالات ہیں جن پر نظر کرنے کے بعد کوئی بھی فہیم آدمی ان حضرات کے بارے میں اس قسم کا وہم نہیں کرسکتا۔ یہ حضرات اس معاملے میں معذور تھے ان پر کوئی اعتراض نہیں مگر اس معاملے میں ان کی پیروی نہ کی جائے گی کیونکہ اب یہ واقعہ بالکل واضح ہو چکا ہے کہ ان الفاظ کے استعمال سے شیعوں کے عقیدۂ امامت کو تقویت پہنچتی ہے یعنی اہلسنّت میں اس عقیدۂ باطلہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اہلسنّت میں جو لوگ اس سے متاثر ہیں ان کے فاسد عقیدہ کو اس سے قوت حاصل ہوتی ہے اب اس روش کو ترک کرنا لازم ہے۔صحیح طریقہ یہ ہے کہ حضرت علی،حضرت حسن،حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے اسماءِ گرامی کے ساتھ حضرت یا سیّدنا اور رضی اللہ عنہ لکھنا اور بولنا چاہیے کیونکہ یہ سب حضرات صحابی ہیں۔ بزرگان مذکورہ میں سے باقی حضرات مثلاً حضرت زین العابدین،حضرت باقر رحمہم اللہ کے اسماء گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا رحمہ اللہ لکھنا پڑھنا چاہیے تاکہ سُنّی وشیعہ کے درمیان فرق رہے تفصیل فقیر کے رسالہ ''علیہ السلام'' میں پڑھئے۔

فقط والسلام

ابوصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

یکم جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ

بہاول پور۔پاکستان